آخری قسط نمبر ۵

جناب مولانا انوارالحق صاحب
نائب مہتمم واستاذ الحدیث جامعہ حقانیہ

شہیدوں کے خون سے منور سرزمین

افغانستان میں چار دن

کابل سے سالانگ کے طرف جاتے ہوئے سڑک کے دونوں جانب جبل السراج کا مختصر سا بازار واقع ہے ۔ جس میں دائیں طرف مڑتی ہوئی کچی سڑک وادی پنج شیر کے طرف جاتی ہے اور سامنے والی شاہراہ مشہور درہ سالانگ اور اس کے آگے مزار شریف وکندوز اور سویت یونین سے آزادی حاصل کرنے والے جمہوریاؤں کے سرحدات پر ختم ہوجاتی ہے ۔ اس چوک نما جگہ پر ساتھیوں نے پنج شیر کے محاذ پر جانے کا فیصلہ کیا ۔ چنانچہ ہم سیدھے سڑک کے دائیں طرف مڑ کر وہاں واقع آبادی کے درمیان ہی سے سامنے نظر آنے والی چھ سات کلومیٹر پر واقع پہاڑ کے دامن کے طرف روانہ ہوگئے ۔ کچھ دیر سفر کرکے دائیں جانب ایک بہت بڑی بستی نظر آئی جو گل بہار کے نام سے جانی پہچانی جگہ ہے ۔ اس پر قبضہ کیلئے بھی طالبان کو کئی بار آگ وخون کے دریا عبور کرنے پڑے ۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ یہ اکثر وبیشتر علاقے ودیہات (ماسوائے چارپکار شہر کے) طالبان نے مقامی مکینوں سے بالکل خالی کردئے تھے ۔ جس کی وجہ یہ کہ اس صوبہ پروان کے رہائشی لوگوں نے غداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے کئی دفعہ طالبان مجاہدین پر پیچھے سے حملہ کرکے بے پناہ نقصان پہونچانے کے واقعات زبان زد عام وخاص ہیں ۔ انگوروں کے باغات اور درختوں کے نہ ختم ہونے والے سلسلوں کے بیچ سے کئی دفعہ طالبان مخالف عناصر نے چھپ کر یا مستورات کے بھیس میں مجاہدین کو گزند پہونچانے کی کوشش کی ، جس کے پیش نظر طالبان افواج کو یہ سارا علاقہ آباد کاروں سے خالی کرنا پڑا ۔ سفر کرتے ہوئے پہاڑی کے بالکل قریب ایک گاؤں جس کے وسط میں نہر جاری ہے ، کے قریب رک کر ظہر کے نماز پڑھنے کیلئے وضوء کرنے لگ گئے ۔ گاؤں میں دور دور تک کسی انسان کا وجود نہ تھا ۔ گارے کے بنے ہوئے دکانوں کا ایک طویل سلسلہ تھا مگر تمام دکانیں مقفل کسی کو جرات نہ تھی کہ دکان یا مکان کے تالے کو ہاتھ لگائے ۔ جگہ جگہ دو تین مسلح طالبان اس گاؤں وبازار کے حفاظت پر مامور تھے کہ کسی مکین کے غیر موجودگی میں اس کا گھر یا دوکان لوٹا نہ

جائے ۔ یہ تو طالبان کا اپنے دشمن کے علاقہ میں وہاں کے باشندوں کے ساتھ اسلامی سلوک کا مظاہرہ تھا ۔ اسکے مقابلہ میں دشمن کے فوجوں نے جب بھی طالبان کے کسی حامی علاقہ پر قبضہ ویلغار کیا تو نہ صرف وہاں کے مکانوں اور دکانوں کو جی بھر کر لوٹا بلکہ بے شمار شہریوں کو بھی تہہ وتیغ کردیا ۔ نماز کے ادائیگی کے بعد یہاں سے قریباً دو فرلانگ آگے درہ پنج شیر کے ابتداء میں طالبان کے آخری خط تک گئے ۔ گاڑیاں اسی گاؤں میں ایک ایسے جگہ جو دشمن کو نظر آنے سے محفوظ تھا روکدیں ۔ اس آبادی کے بالکل قریب ہی دوطرف پہاڑوں کے اوپر مورچوں میں مخالفین کی نقل وحرکت واضح طور پر نظر آرہی تھی ۔ ذرا سی بے احتیاطی پر ہم دشمن کے حملے کے زد میں آسکتے تھے ۔

اسی وجہ سے یہاں سے آگے پیدل درختوں اور چٹانوں کے آڑ میں پناہ لے کر طالبان تک ہم پہونچے ۔ وہاں پر موجود دین کی سربلندی کیلئے اپنے جان داؤ پر لگانے والے علوم دینیہ کے تشنگان اسلام کے شیدائی ہر قسم کے خوف وخطر سے بے پرواہ ہوکر پیش قدمی کیلئے پر تول رہے تھے ۔ ان کو نہ راحت کی پرواہ اور نہ طعام کی بلکہ کئی دن کی ٹھنڈی اور باسی روٹیاں اپنے ساتھ محفوظ کرنے کے بعد بوقت ضرورت اسے کھاکر اپنے سے کئی گنازیادہ تربیت یافتہ فوج کا دلیوانہ وار مقابلہ کرنے کیلئے چاک وچوبند تیار تھے ۔ پاکستانی علماء کے وفد کو اپنے درمیان اس پر خطر مقام میں دیکھ کر بے حد خوش ہوئے ۔ والہانہ انداز میں چائے وغیرہ جو کچھ ان کے بس میں تھا پیش کرنے پر مصر رہے ۔ حضرت مولانا شیرعلی شاہ صاحب نے ان کو مخصوص انداز میں دعائیں دے کر ان سے رخصت لی ۔ زادراہ کے طور پر ان کے ساتھ جو ٹھنڈی روٹیاں تھیں مہمانوں کے حوالہ کردیں ۔ جبل السراج کے مختصر بازار جس کی اکثر دکانیں بند پڑی تھیں واپس آکر ایک ہوٹل میں کھانے سے فارغ ہونے کے بعد اس جانب کے آخری خط درہ سالانگ روانہ ہوئے ۔ سرنگ کے کابل والے جانب کا حصہ طالبان کے قبضہ میں اور آخری سرا مخالفین کے کنٹرول میں تھا۔ اس ٹنل سے متصل شاہراہ پر واقع پل طالبان کے آمد کے خوف سے دشمن نے اڑا دیا تھا، جس کی وجہ سے مزارشریف او رپورے شمالی افغانستان اور کابل کے درمیان زمینی رابطہ منقطع ہوا ۔ دونوں طرف سے آنے والے بسوں سے اتر کر درہ سالانگ کو پیدل عبور کرنے کے بعد دوسرے جانب سواریوں میں بیٹھ کر سفرجاری رکھ سکتے ہیں ۔ اس خط پر موجود طالبان میں وہی جذبہ جہاد، ہر ایک کا چہرہ نورایمان سے منور، ایثاروقربانی کے موقع پر ایک دوسرے سے سبقت حاصل کرنے کی تڑپ اور افغانستان کے فضاؤں کو حقیقی اسلامی معاشرہ بنانے کی ارزو جیسے صفات سے لبریز تھا ۔

اس اہم خطہ کے مسئول انچارج حقانیہ کے طالب علم مشہور کمانڈر مولوی عنایت اللہ مع مجاہد ساتھیوں کے جن میں اکثریت جامعہ حقانیہ کے فضلاء وطلباء کی تھی ہمیں اپنے درمیان دیکھ کر

خوشی سے پھولے نہ سماسکے۔ مہمانوں کے آمد کے خوشی میں بھاری ہتھیاروں سے کئی گولے داغے۔
ہمیں واپس کابل پہونچنے کی جلدی تھی۔ اس لئے وہاں موجود مجاہدین نے انتہائی مختصر وقت میں اس اہم محاذ کی اہمیت اور اردگرد کے تازہ ترین حالات کے بارے میں سیر حاصل طریقے سے بریف کیا۔ قریباً نصف گھنٹہ رک کر قہوہ چائے پینے کے بعد پہاڑوں کے درمیان گھرے ہوئے طالبان کی چھاونی سے ہم واپس دارالحکومت کی طرف روانہ ہوئے۔ اب مزید کہیں رکنے کا پروگرام نہ تھا۔ صرف بگرام ائیرپورٹ دیکھنے کی خواہش تمام ساتھیوں کی تھی، جو کابل کیطرف جانے والے ایک نئے بنائے ہوئے سڑک کے قریب واقع ہے۔ چاریکار سے غالباً چار پانچ کلومیٹر کابل کے طرف ایک سڑک بائیں طرف مڑکر ائیرپورٹ کو چھونے کے بعد پہاڑوں کے درمیان سے کابل شہر تک بنائی گئی ہے۔ یہ نئی سڑک ہے۔ سننے میں آیا کہ پہلے سے جو شاہراہ موجود تھی اس کے دونوں طرف باغات اور درختوں کی موجودگی سے جہادافغانستان کے دوران نجیب اور اسکے آقا سویت یونین کے افواج اور جرنیل ہروقت خوف اور خطرہ محسوس کرتے تھے کیونکہ کئی بار ان دونوں اطراف سے مجاہدین نے کھیتوں اور باغات میں روپوش ہوکر ان پر ایسے حملے کئے کہ اس سڑک پر خود نجیب کیلئے بھی گزرنا شجرممنوع بن گیا تھا۔ اسی خطرہ کے پیش نظر روسی استعمار نے کابل سے ایک سڑک براستہ بگرام جو چاریکار کے قریب پرانے روڈ سے مل جاتی ہے ھنگامی طور پر بنوالی۔ اسی نئے راستے پر ہم نے بگرام ائیرپورٹ کے طرف رخ کیا۔ ہوائی اڈہ یہاں سے کچھ زیادہ دور نہیں۔ وہاں پہونچ کر ہوائی مستقر کا تفصیلی معائنہ کیا۔ اس کی بارے میں جو کچھ سنا تھا۔ اس سے بڑھ کرپایا۔ واقعی ہر قسم جدید آلات سے آراستہ، کئی میلوں پر پھیلا ہوا یہ وسیع وعریض رن وے۔ رن وے کے بہت بڑھے حصہ پر لوھے اور فولادی چادروں کی تہہ بچھائی گئی تھی تاکہ برف باری کے نامساعد حالات میں بھی طیاروں کے اترنے اور چڑھنے میں کسی دشواری کا سامنا کرنا نہ پڑے۔ یہ سب انتظامات سرخ سامراج نے اسلامی جذبہ و دینی تہذیب وتمدن سے لبریز اس مٹی کو مستقل طور پر اپنے نوآبادی اور تسلط میں رکھنے کے لیے کئے تھے۔ مگر انسان کی تدبیر کی رب العالمین کے فیصلہ اور تقدیر کے سامنے کیا حیثیت؟ "تدبیر کند بندہ وتقدیر کند خندہ" ناپاک عزائم کے تکمیل اور اپنے حفاظت کیلئے تمام وسائل افغانستان میں جھونکنے والوں کو کیا معلوم تھا کہ یہ سارے حفاظتی منصوبے دھرے کے دھرے رہ کر یہی زمین ان کے لئے مدفن ثابت ہوگی۔ اسی نئے سڑک پر واپسی کے دوران سڑک کے کنارے پانی کے ایک چشمہ پر عصر کی نماز ادا کرکے مغرب سے پہلے دیہہ سبز کے راستے کابل واپس پہونچے۔ مولوی احمد جان حقانی سے ملاقات کرنے پر معلوم ہوا کہ دارالحکومت میں موجود

بعض اہم طالبان قیادت سے ہمارے ملاقات کا پروگرام طے ہوچکا ہے ۔ کیونکہ افغانستان آمد کے مقاصد میں سے ایک اہم مقصد یہ بھی تھا کہ ارباب اقتدار وزعماء سے مل کر ان کے عزائم ، لائحہ عمل سے آگاہی ہوسکے ۔ اور ساتھیوں کے اذہان میں جو کارآمد تجاویز تھے ان پر بھی ان کے ساتھ تبادلہ خیال ہوجائے ۔ عشاء کی نماز کے بعد طالبان کے شورائے عالیہ کے نائب سرپرست یا با الفاظ دیگر افغانستان کے نائب صدر مولوی محمد حسن صاحب سے ملاقات کرنی تھی ۔ وقت مقررہ پر وفد کے تمام ارکان ان کے ہاں پہونچے ۔ نہ کوئی لمبا چھوڑا پروٹوکول اور نہ بے جا حجابات اور رکاوٹیں ۔ انتہائی سادہ لباس میں ملبوس ، چہرے پر متانت وسنجیدگی ، توکل علی اللہ کے آثار نمایاں ، سادہ شخصیت ہمارے ساتھ محو گفتگو تھی ۔ تمام ساتھی باری باری اپنے طرف سے عظیم کامیابی پر تبریک پیش کرنے کے بعد اپنے تجاویز اور طالبان کے تحریک کے بارے میں مغرب اور مغربی ذرائع ابلاغ ودیگر لادینی عناصر کے بے بنیاد پروپیگنڈا کا ذکر کرتے رہے ۔ میں نے اپنے معروضات پیش کرتے وقت افغانستان کے جہاد سے لیکر طالبان تحریک اور ان کے کامیابیوں میں دارالعلوم حقانیہ اور اس کے بانی حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق نوراللہ مرقدہ کے کردار کا تفصیلی ذکر کرتے ہوئے کہا کہ دو دن ہوئے میں افغانستان کے سرزمین پر آیا ہوں ۔ الحمدللہ اکثروبیشتر اہم مناصب اور محاذوں پر حقانیہ ہی کے فضلاء ، طلباء ہیں ۔ مجھے تو ایسا لگا جیسے دارالعلوم حقانیہ سے باہر نکلا نہیں ۔ حقانیہ ہی میں ہوں ۔ سارے رفقاء کے اظہار خیالات کے بعد مولوی محمد حسن صاحب نے خطاب شروع کردیا ۔ (چونکہ ان کے بیان پشتو میں تھا اور ہمارے ساتھ لاہور سے اردو جاننے والے تھے اس لئے ترجمانی کے فرائض حضرت مولانا سید شیرعلی شاہ صاحب ادا کررہے تھے) مولوی صاحب نے جہاد افغانستان کے بعد کے حالات اور اس کے نتیجے میں ابھرنے والی طالبان تحریک کے احیاء اور کامیابیوں پر مدلل انداز سے روشنی ڈالی ۔ اندازہ یہ ہورہا تھا کہ طالبان کے قائدین کو صرف طالب اور مولوی سمجھنے والے ان کے صلاحیتوں ، سوچ اور عالمی مسائل پر ان کے بالغ نظری سے بالکل ناواقف ہیں اور اگر پورے عالم کو امن وآشتی اور صلح کا گہوارہ بنانا ہے تو اس کے لیے حقیقی پروگرام اور مصائب کا حل تو انہی طالبان کے پاس ہے ۔ ہر بات اللہ پر اعتماد کامل اور قوت ایمانی کے جذبہ سے معمور تھی ۔ اغیاروکفار کے مکروہ پرپیگنڈہ کا جواب دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ طالبان تحریک کا مقصد اولین اس زمین پر اللہ کے شرعی نظام کا اجراء ہے اور شریعت کے چھوٹے سے چھوٹے حکم کے نفاذ کے راہ میں اگر تمام دنیا ہمارے خلاف ہوجائے ہمیں قطعاً پرواہ نہیں ، کیونکہ ہمارا مقصد اللہ کی خوشنودی حاصل کرنی ہے نہ کہ انسانوں کی ۔ مخلوق کو دین کا تابع ہونا ہے نہ کہ دین کو مخلوق

کے مرضی اور خواہشات کا تابع کرنا ہے ۔ ارکان وفد کے جانب سے پیش کردہ تمام تجاویز اور سوالات پر انہوں نے انتہائی تفصیل سے مرحلہ وار وضاحت کر کے سب کو مطمئن کردیا ۔ اسی دوران افغانستان میں دستیاب میوہ جات سے مہمانوں کی تواضع کی گئی ۔ رات کے نو بجے افغانستان کے تمام شہروں میں دفاع وامن کے پیش نظر کرفیو کا نفاذ ہوکر صرف اس شخص کو گھر سے باہر نکلنے کی اجازت ہوتی ہے ۔ جسے طالبان کے طرف اس رات کیلئے مخصوص کوڈ ورڈ جسے وہ " شب نامہ " کہتے ہیں یاد ہو ۔ جگہ جگہ سڑکوں ، چوراہوں ، محلوں اور گلیوں میں اس نظام پر سختی سے عمل درآمد کرنے کیلئے مسلح طالبان موجود رہتے ہیں ۔ اور پٹرولنگ بھی کرتے ہیں ۔ بڑے سے بڑا آدمی اور عہدہ پر فائز شخص بھی اگر اس قانون کی خلاف ورزی کا مرتکب پایا جائے تو اس کا بھی مواخذ ہوتا ہے ۔ چنانچہ مولوی محمد حسن جوکہ افغانستان میں عہدے کے لحاظ سے نمبر دو شخصیت ہیں، انہوں نے خود واقعہ سنایا کہ ایک علاقہ جس میں عام لوگوں کا داخلہ ممنوع تھا جانے کا ارادہ کیا تو ڈیوٹی پر موجود طالبان سیکورٹی کے اہلکاروں نے روک کر واپس کردیا ۔ یہ ہے اسلامی نظام کی ایک ادنیٰ سی جھلک جس میں غریب وامیر اور منصب وغیر منصب والا برابر ہے۔ اسی رات کے پابندی کا خیال کرتے ہوئے ابھی نو بجے ہونے میں دس منٹ باقی تھے کہ ہم اپنے قیام گاہ کے طرف روانہ ہوئے ۔ نائب گورنر کابل مولوی محمد عالم حقانی کے خواہش پر رات کا کھانا وفد نے ان کے ہاں تناول کیا اور حقانیہ میں ایک طویل عرصہ زیر تعلیم رہنے اور میرے ساتھ خصوصی ربط وتعلق کے بناپر مجھے رات بھی ان کے ہاں گزارنی پڑی ۔ باقی تمام ارکان (یہ فیصلہ کرنے کے بعد کہ کل جانے کے بعد افغانستان کے بعض دیگر زعماء سے ملکر جلال آباد اور پشاور واپس روانہ ہونگیں) اپنے اپنے ٹھکانوں کو جاکر محو استراحت ہوگئے ۔ اگلے روز جمعۃ المبارک کا دن تھا ۔ اپنا سامان وغیرہ ساتھ اٹھاکر افغانستان کے وزیر تعلیم مولوی غیاث الدین جو کہ جامعہ حقانیہ کے فارغ اور افغانستان کے شمالی علاقہ کے ایسے حصہ کے رہنے والے ہیں جنکی زبان کٹر فارسی ہے ۔ سے ملنے کیلئے ان کے مکان پہونچے ۔ جمعرات کے روز جیسے کہ ذکر ہوچکا ہم نے سارا دن محاذ جنگ دیکھنے میں گزارا ۔ مولانا موصوف کو ہمارے کابل آمد کی اطلاع ہوکر دو دفعہ ہم سے ملنے کیلئے مولوی احمدجان صاحب کے مکان آئے ، مگر ملاقات نہ ہوسکی ۔ مولوی صاحب کا مکان ایوان صدر یعنی بادشاہ کے محل جس کو " ارگ " کہاجاتا ہے کے ایک حصہ میں واقع ہے ۔ وہ پہلے سے ہمارے آمد کے انتظار میں تھے ۔ کئی کئی راتوں کی بے خوابی اور مسلسل جہادی ودیگر مشاغل کیوجہ سے ملاقات کے وقت ان کی آنکھیں سرخ اور سوجھی ہوئی تھیں ۔ معلوم ہوا کہ بظاہر یہ سیدھے سادھے طالبان ، فرنگی اور لادینی سیاست سے ناواقف بوریہ نشین

طبقہ کے قائدین اور راہنما دن تو کیا کہ ساری ساری رات آپس میں مل بیٹھ کر ملک میں امن وامان کے قیام ، معاشی بحالی ، اسلامی نظام کے ترویج اور مختلف محاذوں پر حالات جنگ کے بارے میں سرجوڑ کر مشورے اور اہم فیصلے کرتے ہیں ۔ جس کی وجہ سے نہ دن کو آرام کا وقت اور نہ رات کو ۔ دوران گفتگو چائے پینے کا سلسلہ جاری رہا ۔ وزیر موصوف نے افغانستان میں طالبان کے طرف نظام تعلیم کے بحالی پر بھرپور انداز سے روشنی ڈالی ۔ مکمل اعدادوشمار کے حوالے سے انہوں نے ملک کے یونیورسٹیوں اور مکاتب ومعاھد میں زیرتدریس طلباء کی تعداد بتاکر لادینی عناصر اور طالبان دشمن حکومتوں کے ان بے بنیاد افواہوں کی پرزور تردید کی ، کہ طالبان کے آمد کے بعد ان کے مملکت میں تعلیم کا نظام معطل ہوچکا ہے ۔ عورتوں کے تعلیمی اداروں کے بندش پر انہوں نے کہا کہ ہم اس صنف کو تعلیم کے روشنی سے بے خبر اور جاہل رکھنے کے قطعاً مخالف ہیں مگر اس کے ساتھ یہ بھی نہیں چاہتے کہ اسلامی معاشرہ اور مذہب سے وابستہ مستورات مغربی مخلوط طرز تعلیم

(جو اخلاقیات شرافت ، حیاء اور عزت سے عاری نظام ہے) اپناکر مردوزن کی تمیز ختم کریں ۔ انہوں نے اس عزم اور طالبان گورنمنٹ کے فیصلے کا اظہار کیا کہ حالت جنگ اور دشمنوں کے سازشوں سے ذرا مہلت اور مالی وسائل دستیاب ہونے پر طالبات کیلئے الگ مدارس ، معاھد قائم کرکے پورے ملک میں اس صنف نازک کو دینی ودنیوی علوم سے آراستہ کرنے کیلئے ایک جال بچھایا جائیگا ۔ اسی حوالہ سے انہوں نے بعض ایسے علاقوں کا بھی ذکر کیا جہاں کافی عرصہ سے امن وامان قائم ہوچکا ہے وہاں باقاعدہ طور پر مستورات کیلئے تعلیمی ادارے قائم ہوکر زور وشور سے تعلیم وتعلم کا سلسلہ شروع ہے وفد میں شامل حضرات کے قلوب میں دشمن کے معاندانہ خبروں کیوجہ سے جو جذبات تھے مولوی صاحب نے دلائل کی روشنی میں ہر ایک کو تفصیلی طور پر جواب دیکر مطمئن کردیا ۔ یہاں سے فارغ ہوکر مولانا غیاث الدین صاحب کے معیت میں اس تاریخی اور شاہی محل پر سرسری نظر ڈالنے کیلئے بلڈنگ کے بعض حصوں کے طرف گئے ۔ اس عمارت پر کئی ادوار گزرے ۔ گرم وسرد حالات سے دوچار ہوا ۔ افغانستان کے اس بلندوبالا تعمیر کو اقتدار ، عظمت اور ھیبت کانشان سمجھا جاتا تھا ۔ یہاں کے مکین عرصہ دراز تک ایک وسیع خطے پر پھیلے ہوئے ملک کے مسلمانوں کے سیاہ وسفید کے مالک اور ان پر حکمرانی کا حق ادا کرتے رہے ۔ ملک کے کسی غریب باشندے کا یہاں داخلہ تو دور کی بات اس کے قرب وجوار سے گزرنا بھی ممنوع تھا ۔ باوجود ہزاروں نقائص کے جب تک ان بادشاہوں اور حکمرانوں نے افغان قوم کے مذہب وعقیدہ کو نہ چھیڑا ۔ وہ اپنے رسم ورواج اور اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ان کے حق حکمرانی کو تسلیم کرتے رہے ۔ مگر جب رعایا کو معلوم ہوا کہ اس رعب ودبدبہ اور شان وشوکت والے محل کے نشۂ اقتدار میں مست حاکموں نے ان کے

دین ومذہب کو مٹانے کا عزم کرلیا ہے تو مردانہ وار اٹھ کر نہ صرف ان کو بلکہ ان کے سرپرستوں کو بھی دنیا کے نقشہ سے مٹادیا۔ وہی شاہی محل طالبان کے قبضہ میں آنے کے بعد مرجع عام وخاص ہے۔ نہ وہ شاھانہ ٹھاٹ باٹ اور نہ قدم قدم پر رکاوٹیں۔ اس کے مختلف حصوں میں طالبان وزراء اور کارندے فقیرانہ انداز میں فرش پر بیٹھ کر اپنے فرائض منصبی ادا کررہے ہیں۔ وسیع وعریض قطعے پر پھیلے ہوئے اس محل کے کئی عمارات بھی افغانستان کے طویل جنگ کے بربادی سے محفوظ نہ رہ سکے۔ چھتوں، دیواروں میں لاتعداد بموں. راکٹوں، میزائلوں کے نشانات، کھنڈرات اور توڑپھوڑ اپنے بربادی کے گواہ ہیں۔

وزیر تعلیم کے رہائش گاہ کے قریب ہی افغان سٹیٹ بینک کے گورنر مولانا احسان اللہ صاحب کی رہائش گاہ تھی۔ مولانا مذکورہ طالبان تحریک کے ابتداء ہی سے چند ان گنے چنے مجاہدین میں شامل تھے، جنہوں نے اللہ کا نام لیکر حضرت مولانا محمد عمر صاحب کے سرپرستی میں تحریک کی بنیاد رکھی۔ روز اول سے جون ۱۹۹۷ء میں مزارشریف میں گمشدگی تک مسلسل جہاد کے سلسلہ میں مصروف عمل رہے۔ ایک لمحہ کے لیے چین سے نہ بیٹھے۔ ان کے ملاقات کیلئے ساتھی بے چین تھے۔ ملاقات کے ابتداء ہی میں ان کو اپنے پروگرام سے آگاہ کردیا کہ کچھ دیر بات چیت کرکے ہمیں جمعۃ المبارک کی نماز سے پہلے جلال آباد اور پھر پشاور کیلئے روانہ ہونا ہے۔ وہ چونکہ کئی دفعہ اکوڑہ خٹک جامعہ حقانیہ کے مہتمم صاحب، اساتذہ کرام وطلباء سے ملنے اور بعض تقاریب میں شرکت کیلئے تشریف لاچکے تھے اور ایسا تعلق اور للھی رشتہ قائم ہوچکا تھا کہ وہ کسی صورت پر اسی دن ہمیں واپسی کی اجازت دینے پر آمادہ نہ تھے۔ مگر ہمارے مشاغل اور باربار اصرار کے پیش نظر انہوں نے یہ شرط رکھی کہ کھانا ان کے ساتھ کھانے کے بعد.جمعہ کی نماز کابل کی تاریخی جامع مسجد پل خشتی میں ہم پڑھاکر رخصت ہوجائیں۔ ان کے اس اخلاص بھرے خواہش اور دعوت کو قبول کرکے افغانستان کے حالات و واقعات پر گفتگو کا سلسلہ شروع ہوا۔

طالبان تحریک میں شامل ہر طالب ومجاہد کو قریب سے دیکھنے اور ہم کلام ہونے سے معلوم ہوجاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے افغان قوم کے طویل ترین مشکلات، بدامنی، بے راہ روی اور خانہ جنگی کے ازالہ کیلئے امداد غیبی کے طور پر ایک ایسے جماعت کا انتخاب فرمادیا، جن کے ہر ہرفرد کے قلب تقویٰ، اخلاص، دیانت اور جہاد فی سبیل اللہ جیسے بہترین اوصاف سے منور تھے۔ اللہ کی طرف سے منتخب کردہ ان افراد میں ایک اہم شخصیت مولانا احسان اللہ کے نام سے معروف ومشہور تھی۔ اللہ نے فہم وادراک، فصاحت وبلاغت، بلا کا حافظہ اور مخالف کو دلائل کے ہتھیار سے زیر کرنے کا

زبردست ملکہ عطا فرمایا تھا۔ اس تحریک کا شدید ترین مخالف بھی ان کے ساتھ کچھ دیر کیلئے بیٹھ کر اپنے نظریات اور افکار پر نظرثانی کیلئے مجبور ہوجاتا۔ اس ملاقات میں بھی جہاد افغانستان سمیت طالبان تحریک، عالم اسلام کو درپیش مسائل معاندین کے زہریلے پراپیگنڈے کے جوابات جیسے موضوعات پر انتہائی تفصیل سے روشنی ڈالی۔ مجلس میں موجود تمام سامعین مولانا احسان اللہ کے عالمی سیاست پر بالغ نظری، بلندارادوں، اعلیٰ وارفع سوچ وتدبر کو دیکھ کر حیرت میں پڑگئے اور یقین کامل ہوا کہ اگر اسلامی نظام کے احیاء کیلئے اٹھنے والے جماعتوں کو چند بھی ایسے مخلص اور اللہ کے دین کیلئے سب کچھ داؤ پر لگانے والے راہنما میسر ہوجائیں تو دنیا کی بڑی سی بڑی طاقت بھی ان کے عزم کے سامنے رکاوٹ نہیں بن سکتی۔ قریباً بارہ بج چکے تھے پل خشتی کے جامع مسجد، جمعہ پڑھانے کیلئے بھی جانا تھا، اسی جگہ فرش پر کھانا بچھاکر شرکاء بمع میزبان دسترخوان کے گرد بیٹھ گئے۔ سادہ کھانا، آلو میں پانی ڈالکر شوربا اور دوچار چھوٹے پلیٹوں میں ٹماٹر وغیرہ کاٹ کر سلاد تیار کیا گیا۔ گلاسوں میں دیہاتی کھٹی لسی جسمیں زیادہ تر پانی ہوتا ہے اور اس کا استعمال افغانستان میں عام ہے، یہ افغانستان کے ایوان صدر کا ظہرانہ تھا۔ مولانا احسان اللہ نے طالبان حکومت اور اس کے قائدین وزراء کے کفایت شعاری اور شریعت مطہرہ کے مطابق زندگی گزارنے کا ایک واقعہ سناتے ہوئے کہا کہ دو رات قبل اسی جگہ افغان حکومت کے کابینہ کا ایک اجلاس رات دو بجے تک جاری رہا، اجلاس کے اختتام پر جب کھانے کے تلاش میں قاصد بازار گیا تو دیر ہونے کی وجہ سے تندور وغیرہ بند ہوچکے تھے تو اسی مکان کے ارد گرد وزراء وعمال کے مکانات میں ظہر کی بچی ہوئی سوکھی روٹیاں جمع کرکے کابینہ کے ارکان نے اسی کے کھانے پر اکتفاء کیا۔ یہ ہے حقیقی اسلامی سلطنت میں شریعت مطہرہ پر عمل پیرا ہونے کی ایک جھلک۔ اگر اسی سادگی کو اختیار کرکے اسراف وخودنمائی سے بچاجائے تو پاکستان ودیگر اسلامی مملکتیں بھی اپنے پاؤں پر کھڑے ہوکر کاسہ گدائی کو کفار کے سامنے پھیلانے سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ اب ہم کابل شہر میں اپنی آخری منزل جامع مسجد کے طرف روانہ ہوئے۔ مجھے مولانا احسان اللہ نے اپنے ساتھ گاڑی میں بیٹھایا۔ مسجد کے دروازہ پر نائب خطیب مولانا عبدالرب اخونزادہ فاضل حقانیہ بمع ساتھیوں کے استقبال کیلئے موجود تھے۔ اکثروبیشتر یہاں جمعہ کا خطبہ اور نماز کے ادائیگی کے فرائض مولانا احسان اللہ ہی ادا کرتے رہتے ہیں۔ اذان ہوچکی تھی، مسجد میں داخلہ کے بعد چھت اور گنبد پر نظر ڈالتے ہوئے یہ دیکھ کر سخت افسوس ہوا کہ افغانستان کو روسی ملغار سے نجات دلانے کے دعویدار لیڈروں نے کابل کو حاصل کرنے کیلئے بےدریغ گولہ باری اور تباہی پھیلاتے وقت مسجد کے تقدس کا بھی خیال نہ کیا۔ چھت اور گنبد کئی جگہ سے حملوں کی زد میں آکر

ٹوٹ چکا ہے ۔ مولانا احسان اللہ نے پہلے منبر پر بیٹھ کر سامعین کے سامنے وفد کے ارکان کا خیرمقدم ، تعارف ، جہاد افغانستان وطالبان کے جدوجہد میں حقانیہ اور اس کے بانی حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بہت بڑے حصے کا ذکر کرنے کے بعد زبردست الفاظ میں خراج تحسین پیش کر کے مجھے تقریر کرنے کی دعوت دی ۔

اپنے معروضات پیش کرتے ہوئے میں نے عظیم جہاد کے دوران مسلمانان افغانستان اور ان کے بعد اقتدار کی رسہ کشی کو ختم کرنے کے لیے طبقہ طالبان نے جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے پاکستان کے نیک دل مسلمانوں کے طرف سے بالعموم اور مشہور دینی یونیورسٹی جامعہ حقانیہ کے منتظمین طلباء واساتذہ کے طرف سے خصوصیت کے ساتھ خراج تحسین پیش کرنے کے بعد اسلام کے متوالوں کو فتوحات پر مبارکباد دی ۔ اس نوزائیدہ اسلامی ملک میں تین روزہ دورے میں شریعت مطہرہ کے نفاذ کی بدولت جو امن وسکون اور " ان الحکم الا اللہ " کا جو عملی مظاہرہ دیکھا اس کے بارے میں اپنے اور ساتھیوں کے احساسات و جذبات سے نماز جمعہ میں شرکت کرنے والوں کو آگاہ کیا ۔ افغانسان میں نافذ احکام شرعیہ کا موازنہ دیگر برائے نام اسلامی ملکوں سے کر کے میں نے اس آرزو کا اظہار کیا کہ اگر طالبان حکومت کی تقلید کرتے ہوئے چالیس سے زیادہ مسلم حکومتیں جن میں اکثر وبیشتر لادینیت ۔ دہشت گردی ۔ بدامنی ۔ لوٹ کھسوٹ کا شکار ہیں ۔ حقیقی اسلامی نظام جاری کردیں تو یہ ممالک بھی امن وسکون اور سلامتی کا گہوارہ بن کے پورے عالم کفر کے مقابلہ میں ایک بار پھر عظیم طاقت کی حیثیت سے اپنے آپ کو منواسکتے ہیں ۔ تقریر کے دوران ریڈیو کابل کے اہلکار اپنے آلات سمیت مسجد کے باہر پہونچ کر پروگرام کو ریکارڈ کرتے رہے ۔ بعد میں معلوم ہوا کہ اسی دن شام کے بعد ریڈیو کابل سے ان تقاریر کو پورے ملک میں نشر کردیا گیا ۔ میرے تقریر کے بعد حضرت مولانا احسان اللہ نے استاذی ومحترمی حضرت مولانا سید شیر علی شاہ کو منبر پر بلاکر خطاب کی دعوت دی ۔ حضرت مولانا نے بھی تفصیل سے جہاد افغانستان کے دوران اور پھر موجودہ تحریک میں طالبان کی قربانیوں کا ذکر کر کے پرجوش الفاظ میں ان کو داد تحسین دی ۔ انہوں نے فرمایا کہ طالبان جہاد دنیا کے خطے پر واحد تحریک ہے کہ ان کی امداد امریکہ ۔ روس سمیت دنیا کا کوئی ملک نہیں کررہا ہے ۔ یہ دلیل ان کے حقانیت کی ہے کہ ان کے اسلامی جذبہ کیوجہ سے " الکفرملۃ واحدہ " کے پیش نظر دنیا کے ہر دو اسلام دشمن طاقتیں ان کی مخالفت کر کے ان کے خوف سے دنیا کا کوئی ملک امداد تو کیا کہ ان کے وجود تک کو ماننے کیلئے تیار نہیں ۔

جمعہ کے خطبہ اور امامت کے فرائض جامعہ اشرفیہ لاہور کے نائب مہتمم حضرت مولانا فضل الرحیم نے ادا کر کے نماز سے فراغت کے بعد انتہائی تضرع اور عاجزی سے مخصوص انداز میں طالبان حکومت کے مزید کامیابیوں اور ملت مسلمہ کے اتحاد کیلئے دعوات کیے۔

روانگی کے لیے گاڑیاں مسجد کے باہر پہونچ چکی تھیں۔ حضرت مولانا احسان اللہ اور وہاں پر موجود کئی طالبان راہنماؤں نے افغانستان کے دورہ کرنے پر وفد میں شامل ارکان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ہمیں الوداع کہا۔ حضرت مولانا احمد جان حقانی مصر تھے کہ اپنے ساتھیوں سمیت کابل کے حدود سے باہر تک رخصت کرنے کیلئے جاؤنگا۔ چنانچہ شہر کے آخری سرے پر قائم چوکی تک مولانا صاحب موصوف ساتھ رہے۔ وہاں سے اجازت لیکر ہم جلال آباد کے طرف روانہ ہوئے۔ ارادہ یہی تھا کہ مغرب سے پہلے جلال آباد پہونچ کر وہاں کے بعض طالبان راہنما جن سے کابل جاتے ہوئے ان کی غیر موجودگی کیوجہ سے ملاقاتیں نہ ہوسکی مل کر ہفتہ کے صبح صبح پشاور روانگی کیجائے۔ مگر کابل شہر سے قریباً ڈھائی بجہ روانگی اور پھر سڑک کی مکمل زبوں حالی کیوجہ سے بمشکل رات جلال آباد میں نو بجے کرفیو کے نفاذ اور ذرائع نقل وحرکت کے بندش سے صرف پانچ منٹ قبل حکومتی مہمان خانہ پہونچ سکے۔

نائب گورنر صوبہ ننگرھار مولانا صدر اعظم حقانی کو فون پر ہمارے آمد کی اطلاع مہمان خانہ میں موجود کارندوں نے کردی۔ پندرہ منٹ بعد تشریف لاکر انہوں نے مہمانوں کے آرام وتواضع کے انتظام مکمل کروالیے۔ جمعہ کا دن چونکہ وفد کا مصروف ترین اور تھکادینے والا دن تھا۔ یہاں پہونچ کر مہمان خانہ میں موجود طلباء کے ذریعہ معلوم ہوا کہ اسی دن جمعہ کے نماز کے دوران کیئے گئے ہمارے تقاریر کو ریڈیو کے ذریعے پورے افغانستان میں نشر کر دیا گیا۔ کچھ دیر بات چیت اور نماز عشاء کی ادائیگی میں گزار کر تمام ساتھی استراحت کیلئے اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے۔ صبح آٹھ کر نماز کے فوراً بعد ناشتہ تیار تھا فراغت کے بعد گاڑی میں بیٹھ کر پشاور روانہ ہوئے۔ روانگی کے موقع پر نائب گورنر سمیت کئی اعلیٰ عہدیدار اور طالبان کے راہنما رخصت کرنے کیلئے موجود تھے۔ قریباً دن کے ایک بجہ پشاور طالبان کے ھیڈکوارٹر پہونچ کر یہیں سے تمام ساتھی روئے زمین پر موجود ایک حقیقی اسلامی حکومت کی خوشگوار اور روح کو جلا دینے والے تاثرات اپنے ساتھ لیکر اپنے اپنے مستقر کے طرف روانہ ہوگئے۔

(XXXXXXXXXXXXXXX)

دانت دُرست "تن" دُرست

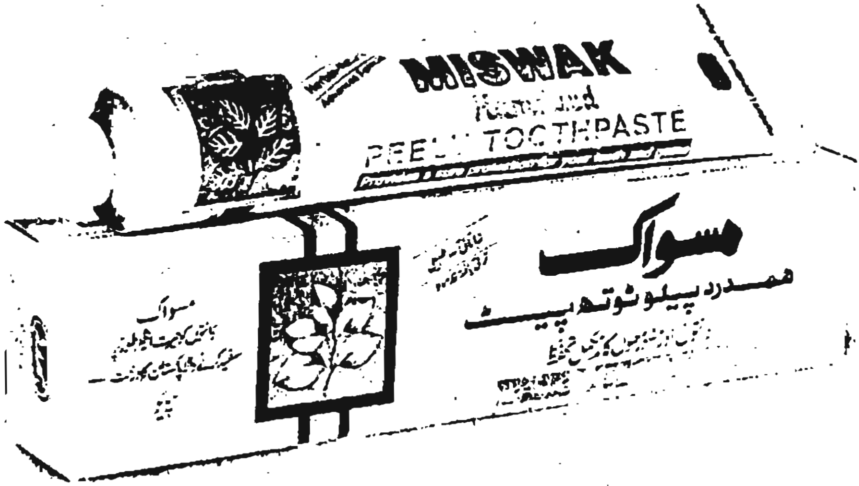

دانتوں کی صفائی اور مسوڑھوں کی صحت کے لیے انتہائی موثر نباتاتی

ہمدرد پیلو مسواک ٹوتھ پیسٹ

اچھی صحت کا دارومدار صحت مند دانتوں پر ہے۔ اگر دانت خراب ہوں یا عدم توجہی کے باعث گر جائیں تو انسان دُنیا کی بہت سی نعمتوں اور لذتوں سے لطف اندوز نہیں ہو سکتا۔ زمانۂ قدیم سے صحتِ دندان کے لیے انسان درختوں کی شاخیں بطور مسواک استعمال کرتا آیا ہے۔ ہمدرد نے تحقیق و تجربات کے بعد دارچینی، لونگ، الائچی اور صحتِ دہن کے لیے دیگر مفید نباتات کے اضافے کے ساتھ مسواک ٹوتھ پیسٹ تیار کیا ہے جو دانتوں کو صاف اور سفید رکھنے کے ساتھ مسوڑھوں کو بھی مضبوط، صحت مند اور محفوظ رکھتا ہے۔

سارے گھر کا ٹوتھ پیسٹ

مسواک ہمدرد پیلو ٹوتھ پیسٹ

مسواک کے قدرتی خواص صحتِ دنداں کی مضبوط اساس

ہمدرد

مدینۃ الحکمۃ تعلیم، سائنس اور ثقافت کا عالمی منصوبہ

IPT-22/95